جامعۂ خواتین کیوں اور کس طرح؟

(۳)

جناب نعیم صدیقی صاحب

ذہن میں مباحث اور اُن کی ترتیب کا پھیلاؤ تو جو ہے سو ہے، مگر ہمارے خوشنویس صاحب نے متنبہ کر دیا ہے کہ رسالے میں صرف ۵ صفحات باقی ہیں۔ مسئلہ ایسا ہے کہ میں اسے زیادہ قسطوں میں پھیلانا نہیں چاہتا لہٰذا اپنی بات کو سکیڑ سکاڑ کر تیسری قسط ہی میں ختم کرتا ہوں۔ (ن-ص)

جامعۂ خواتینؒ کا بڑا مسئلہ نصابی مضامین کی ترتیب اور اس کے بعد تدوینِ نو کا ہے۔ نئی نصابی کتب کی تیاری کے لیے دو چار سال کا زمانہ چاہیے۔ پہلے مفصل نصابی خاکہ بنے، پھر اس کے مطابق کتابیں لکھی جائیں، ان کتابوں میں سے مناسب کو منظوری حاصل ہو۔ اس لیے ضروری کام کا لائحہ عمل الگ سے تیار ہونا چاہیے۔

ؒ پیچھے کہی ہوئی بات کو میں پھر دہراتا ہوں کہ اگر اسلامی معاشرت کے اصولی تقاضوں کے تحت جامعۂ خواتین کا قیام مطلوب ہے اور ہم خدا کی رضا حاصل کر کے مغرب کے فاسد طرزِ معاشرت کے نتائجِ بد سے دنیا اور آخرت میں بچنا چاہتے ہیں تو جامعۂ خواتین کے قیام کے متوازی مغربی طرزِ معاشرت کے مخلوط مظاہر سے بچنا اشد ضروری ہے۔ حال ہی میں اخباری اعلان ہوا ہے کہ پاکستان کے زنانہ ہاکی ٹیم بھارت میں میچ کھیلنے جائے گی۔ اندازہ کیجیے کتنے بُرے اثرات ہوں گے اس کے۔ طالبات کے مختلف درس گاہوں میں جو فنکشن ان دنوں ہوئے ہیں ان کی رونق افزائی مردوں ہی کے ذریعے کی گئی۔ ٹیلی وژن پر دوپٹے والی پابندی کے باوجود نہ صرف اس پابندی کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں، بلکہ اس حد سے بہت آگے بڑھ کر مغربی آرٹ اور ثقافت کے تقاضے پورے کیے جا رہے ہیں۔ دیواری اشتہارات (اسلام آباد میں لیاقت باغ کے پاس ریلوے پل کے سامنے دیکھ لیجیے) اور اخباری اشتہارات میں عورت کا جس طرح استعمال کیا جا رہا ہے وہ ایک ایسے تضاد کا آئینہ دار ہے جو اگر بڑھتا گیا تو اسلام کے حق میں ہونے والے اقدامات کی برکات پر بُرا اثر ڈالے گا۔

میرا خیال یہ ہے کہ فی الوقت جن مضامین کو بھی جامعۂ خواتین میں بآسانی شروع کیا جاسکتا ہو اُن سے کام کا آغاز کر دیا جائے[1]

مضامین اور فیکلٹیز مضامین کے حسب ذیل گروپ تو سامنے آتے ہی ہیں۔

۱۔ فلسفہ گروپ۔

الٰہیات، نفسیات، فلسفہ اخلاق۔ فلسفہ تعلیم (+ تعلیمی نفسیات) فلسفہ تمدن و سیاست (+ بچوں کی نفسیات) فلسفہ جرم و سزا، وغیرہ۔

۲۔ سائنس گروپ۔

فزکس۔ کیمسٹری۔ فزیالوجی۔ بیالوجی۔ جیالوجی۔ بیبڑو کیمسٹری۔ شماریات۔ ریاضی۔ جوہری توانائی جغرافیہ۔ طبعی و اقتصادی۔ وغیرہ۔

۳۔ انسانیات:۔

تاریخ۔ تاریخ اسلام۔ تاریخ عالم اسلام (موجودہ ــــ مغربی امپیریلزم کے ظہور سے اب تک) ــــ تاریخ تحریکات اسلامی۔ برصغیر کی تاریخ۔ تاریخ پاکستان۔

سوشیالوجی۔ اقتصادیات۔ پولیٹیکل سائنس۔ قانون۔

۴۔ لسانیات:۔ اُردو، پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی۔

انگریزی، فرانسیسی، جرمن، روسی، چینی۔ وغیرہ

ہندی سنسکرت، بنگلہ، تامل۔ سنہالی وغیرہ

عربی، فارسی، ترکی، سواحلی۔ وغیرہ

۵۔ اسلامیات:۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اسلام اور تاریخ امت محمدیہ (دورِ نبوت۔ اور خلافت۔ ادوار مابعد) اسلام اور دوسرے مذاہب کا تقابلی مطالعہ۔ جدید مادی تحریکات کا مطالعہ۔

ماضی اور حال کی اسلامی تحریکات کا مطالعہ۔

اسلامی نقطۂ نظر سے تہذیب جدید کا ناقدانہ مطالعہ۔

---

[1] بلکہ اس معاملہ میں بعض اساتذہ کی اس رائے کو میں وزن دیتا ہوں کہ جامعہ کی عمارت اور مستقل عملے کے افراد بھی اگر معیاری نہ ہوں تو بھی یونیورسٹی کی تاسیس کر دینی چاہیے۔ کیونکہ موجودہ حکومت کی طرف سے جو امید دلائی گئی ہے۔ اگر وہ پوری نہ ہوسکی، یا اس میں بیجا تعویق ہوتی چلی گئی تو اس کے اثرات اچھے نہیں ہوں گے۔

۶ - انتہائی لازمی اور بنیادی مضمون بعنوان اسلامی حکمتِ حیات (ISLAMIC WISDOM OF LIFE)

یہ مضمون تعلیم کے ابتدائی درجے سے شروع ہو کر اُوپر تک جائے گا اور تمام علوم و فنون کے ساتھ یہ انتہائی لازمی ہوگا۔ اس مضمون کا مقصد طلبہ و طالبات کے ذہن و کردار کو اسلام سے ہم آہنگ کرنا ہے۔

اس مضمون میں اسلام کے بنیادی طرزِ فکر، عقائد، عبادات، اخلاقیات اور حدودِ حلال و حرام کے علاوہ اسلامی سیاست، اسلامی معاشرت اور اسلامی معیشت کے پورے پورے خاکے بیان ہوں گے تفسیر، حدیث، فقہ اور کلام وغیرہ علوم کے نشوونما پر معلومات دی جائیں گی۔ ملت اسلامیہ کی سیاسی تاریخ کے ساتھ ساتھ علوم و افکار کی تاریخ اور فرقہ بندی کا نشوونما اور ہیئت حاکمہ میں پیدا ہونے والے تغیرات طلبہ و طالبات کے سامنے لائے جائیں گے۔ ماضی اور حال میں نمودار ہونے والی احیائے اسلام کی تحریکات کو پیش کیا جائے گا۔ موجودہ دنیا میں غالب قوتوں اور جدید تہذیب اور اس کی پیدا کردہ سیاسی و معاشی تحریکات کے مقابلے میں اسلام کی دعوت کو اُبھارنے اور تحریکی انداز پر کام کرنے کے لیے رہنمائی دی جائے گی۔ ملتِ اسلامیہ کی اہم تاریخی شخصیتوں اور ان کے کارناموں کا بیان ہوگا اور دَورِ حاضر میں عالمِ اسلام کی ممتاز شخصیتوں کا تعارف کرایا جائے گا۔ اہم اداروں اور کتابوں پر نظر ڈالی جائے گی۔

اس مضمون کا دوسرا جزو پاکستان اسٹڈیز یا مطالعہ پاکستان ہوگا جو پہلے سے رائج ہے۔

اس مضمون کا تیسرا جزو خواتین کے لیے خاص طور پر مرتب کرنا ہوگا۔ اس جزو میں خواتین کے مقام و منصب اور حقوق و فرائض پیش کیے جائیں گے۔ دائرہ زوجیت اور فریضہ مومت کے متعلق اسلامی حکمت اور اس کے ساتھ احکام مذکور ہوں گے۔ تاریخ اسلام میں قرونِ اولیٰ سے اب تک خواتین کے ایمانی و اخلاقی اور علمی و فکری اور تعلیمی و تصنیفی کارنامے پیش کیے جائیں گے۔ نیز مغرب کی تحریک آزادیٔ نسواں اور ترقی نسواں اور مساواتِ مرد و زن کے نظریے کا ناقدانہ مطالعہ کیا جائے گا۔ اسی کے ساتھ پردے کے موضوع پر عقلی تجربات و شواہد کی روشنی میں دینی احکام کی حکمت و مصلحت کو اجاگر کیا جائے گا۔[۱]

---

۱ اس ایک کتاب کو پورے نظام تعلیم پر اوّل تا آخر پھیلائے ہوئے سلیبس کے مطابق جلد مرتب کرا لینا ہوگا۔ محکمہ تعلیم یا اسلامی کونسل پسند کرے تو وہ ملک کی کسی ایک قابلِ اعتماد تنظیم یا ادارے کا تعاون اس کام کو ایک مدتِ معینہ میں کر دینے کے لیے حاصل کر سکتی ہے۔

باقی تمام مضامین کی نئی درسیات تیار ہونے کے وقفے تک یوں کام چلایا جاسکتا ہے کہ مضمون کے ساتھ ایک مختصر سا اضافی کورس ایسا شامل کر دیا جائے جو حسب ذیل اجزاء پر مشتمل ہو۔

۱۔ اس مضمون کے متعلق قرآن اور حدیث کی رہنمائی۔

۲۔ اس خاص دائرۂ علم میں مسلمانوں کا کیا ہوا پچھلا کام، اور موجودہ دور میں ہونے والی پیشقدمی۔

۳۔ اس مضمون میں لادین مادہ پرستانہ تہذیب کے شامل شدہ نظریات و تصورات پر تنقیدی بحث۔

یہ ضرورتیں اُردو، انگریزی اور عربی میں اب تک کے شائع شدہ جدید لٹریچر (کتب اور مقالات و مضامین) سے پوری ہوسکتی ہیں۔ چند مقالات یا اقتباسات کو بطور مجموعہ مرتب کرایا جاسکتا ہے۔

ایسے اضافی کورسز میں سے بھی امتحانی سوالات دیے جائیں جو کم از کم ۲۵ فیصد نمبروں کے ہوں۔ اضافی کورسز (یعنی اسلامی حصّہ اور فاسد مغربی تہذیب کے متعلق تنقیدی حصّہ) سے متعلق پرچے یا سوالات میں پاس ہونے کے نمبر لیے بغیر کسی کو کامیاب نہ قرار دیا جائے۔

کچھ کام مروجہ کتب کے ساتھ مقدمے اور اُن کے مباحث پر جا بجا نوٹس لکھوا کر بھی لیا جاسکتا ہے۔

دوسرا ضروری کام عبوری وقفے کے لیے یہ ہے کہ ہر مضمون سے متعلق ٹیچرز گائیڈ بکس تیار کی جائیں۔ جن میں واضح کر دیا جائے کہ کسی مضمون کو پڑھاتے ہوئے کیا تبدیلی مطلوب ہے اور کیسا ذہن متعلمین میں تیار کرنا ہے، نیز اہم اور ضروری مواد بھی گائیڈ بکس میں شامل کیا جائے۔

مضامین کے لحاظ سے گروپس | اسلامی حکمت حیات + (پاکستان اسٹڈیز) + (مسلم خاتون کا منصب) اوّل درجے کا لازمی مضمون ہوگا اور ہر گروپ کے لیے ضروری۔

گروپس حسب ذیل ہوں گے۔

۱۔ فلسفہ گروپ۔ کوئی سے دو مضامین فلسفہ + لسانیات۔ یا اسلامیات یا انسانیات میں سے ایک مضمون۔

۲۔ انسانیات گروپ۔ کوئی سے دو مضامین انسانیات میں سے + لسانیات یا اسلامیات یا فلسفہ میں سے ایک مضمون۔

۳۔ اسلامیات گروپ۔ کوئی سے دو مضامین اسلامیات میں سے + لسانیات یا انسانیات یا فلسفہ میں سے ایک مضمون۔

۴۔ سائنس گروپ۔ کوئی سے دو مضامین سائنس میں سے + اسلامیات یا لسانیات یا انسانیات یا فلسفہ میں سے ایک مضمون۔

۵۔ لسانیات گروپ۔ کوئی سی دو زبانیں + اسلامیات یا انسانیات یا فلسفہ میں سے ایک مضمون۔

لیول آنرز اور پوسٹ گریجوایٹ طالبات کے لیے پانچ گروپ متعین ہو گئے، جن میں سے ہر ایک کو اسلامی حکمتِ حیات سمیت جملہ چار مضامین لینے ہوں گے۔

نچلے تمام مدارجِ تعلیم کے لیے اسی کے مطابق نقشۂ نصابیات تجویز کرنا ہوگا۔

خواتین کے لیے اقتصادی راستہ تعلیم پاکر نوکریوں کی راہ پر دوڑ لگانے کا جو سلسلہ انگریزی دور سے مردوں میں چلا، وہی اب خواتین میں بھی عام ہو رہا ہے۔ حالانکہ جہاں تعلیم یافتہ مردوں کے لیے کافی روزگار نہ ہو وہاں عورتوں کا بھی اس میدان میں آ پہنچنا ملک کے مجموعی مفاد کے لیے مناسب نہیں ہے۔ کیوں نہ ایسی صنعتی اور پیشہ وارانہ تربیت سے خاتون کو آراستہ کر دیا جائے کہ وہ یونیورسٹی سے نکلتے ہی پورے اعتماد کے ساتھ پردہ داری کو قائم رکھتے ہوئے نہایت منفعت بخش کام شروع کرے۔

اس سلسلے کے مختلف درجوں کے کام بھی میٹرک، ایف۔اے، بی۔اے اور ایم۔اے کے مراحل تک پھیلا دینے چاہییں۔ عام کاموں میں سے گھر میں ٹائپ اور فوٹو سٹیٹ مشین کو ذریعہ آمدنی بنایا جا سکتا ہے۔ ترجمہ و تصنیف کے کام کیے جا سکتے ہیں۔ ریڈی میڈ گارمنٹس کا کاروبار چلایا جا سکتا ہے۔ ریڈیو اسمبلنگ اور گھریلو ٹائم پیس کی صنعت کو خواتین مل کر آرگنائز کر سکتی ہیں۔ سٹیل کے برتنوں پر پالش کرنے کی مشین کو ذریعہ آمدنی بنا سکتی ہیں۔ راستے بہت ہیں مگر تفصیل میں جانا ممکن نہیں۔ البتہ اتنا کہوں گا کہ کسی دکان پر سیلز گرل یا ہوٹل میں ویٹرس یا دفتر میں ٹائپسٹ بننے سے ہزار درجہ بہتر یہ ہے کہ گھروں میں دواسازی یا ورم اور بواسیر اور پالش اور سیاہی (خصوصاً پریس کے لیے) بنانے کے کام آزادانہ اور باعزت طریقے سے کیے جائیں۔

فصیل دار گراؤنڈز میں خواتین کھیلوں میں دلچسپی لیں اور جانوں اور عصمتوں کے تحفظ کے لیے جدید فنونِ مزاحمت بھی سیکھیں۔ بلکہ گاڑیوں کی ڈرائیونگ اور اسلحہ کا استعمال بھی جاننا چاہیے۔ ہو سکے تو وہ ہوائی جہاز چلانا بھی سیکھ لیں۔

خواتین یونیورسٹی میں صباحی خطابوں کے ذریعے، درس قرآن و حدیث کے ذریعے، اسلامی تقاریب اور تہواروں کا صحیح طریق سے اہتمام کرنے کے ذریعے، خاص خاص موضوعات پر ممتاز اسلامی شخصیتوں (خصوصیت سے خواتین) کو لیکچرز کے لیے مدعو کرنے کے ذریعے، اسلامی بنیادوں پر ذہن و کردار کی تعمیر کرنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

موجودہ عبوری حکومت کی بہترین ساکھ اسی شکل میں بنے گی کہ ایک اعلان شدہ کام جلد سے جلد عمل میں آجائے۔

رُودادِ ابتلاء : احمد رائف مصری

(۱۱)

جناب خلیل الحامدی صاحب

میں بے قابو ہو کر دھیمی دھیمی آواز میں اسٹور کے اندر موجود لوگوں سے پوچھنے لگا کر سا منیو بر تو بتاؤ کہ تم میں سے کوئی خانگاہ سے کے رہنے والے شعبان نامی شخص کو جانتا ہے؟ ایک ہچکیاں لیتا ہوا انسان لڑکھڑاتی آواز میں آہستہ سے بولا : میں خانگاہ کا رہنے والا ہوں۔ میرے علم میں وہاں شعبان نامی کوئی شخص نہیں رہتا۔ ہاں ایک ساٹھ برس کا بوڑھا شاید اس نام سے موسوم ہے جو وہاں کی ڈسپنسری میں چپڑاسی ہے۔

میں اس کے مزید قریب ہوا اور بڑی دردمندی کے ساتھ اس سے پوچھا : کیا اُس ڈسپنسری والے شعبان کا تم سے کوئی تعلق ہے ؟

میرے ساتھ تو اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اَن پڑھ آدمی ہے۔ سیاست کی باتیں اُس کے فہم و شعور سے بالا ہیں۔

کیا اخوان کے ساتھ اُس کا کوئی تعلق ہے ؟

ہرگز نہیں۔

آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اُس کا اخوان سے کوئی تعلق نہیں ؟

(سپاہیوں کی آمد کے خوف سے دبی زبان کے ساتھ) : میں اخوان میں سے ہوں۔ یقین جانیے۔ پورے علاقہ میں اخوان کی جماعت میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کا نام شعبان ہو۔

میں نے دوبارہ لجاجت کے ساتھ اور خدا کا واسطہ دے کر اُسے پوچھا : براہ کرم کچھ تو بتا دیں۔

آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں ؟

مجھے شعبان کے بارے میں کوئی معلومات دیں۔

کیا وہ شعبان جو ڈسپنسری میں چپڑاسی ہے ؟

جی ہاں۔

کس لیے ؟

مجھ سے جیل کے جلاد شعبان کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے اور مجھے قطعاً اس شخص کا کوئی علم نہیں ہے۔

بڑی بد دلی کے ساتھ بات کو ختم کرتے ہوئے وہ مجھے کہنے لگا : ہم میں سے ہر شخص ایک پیچیدہ مشکل میں گرفتار ہو چکا ہے۔ اور پھر میں آپ کو بتا تو چکا ہوں کہ یہ ڈسپنسری والا مسکین شعبان دنیا کے بارے میں کوئی خبر نہیں رکھتا۔ شاید وہ کبھی خانگاہ سے باہر کہیں گیا بھی نہ ہو۔ کسی سیاسی سرگرمی سے اس کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ شاید اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ ان دنوں مصر کا حاکم کون ہے۔ جس شعبان کے بارے میں آپ سے پوچھا جا رہا ہے وہ خانگاہ والا شعبان نہیں ہو سکتا۔ آپ بھی اس کے بارے میں زیادہ نہ سوچیں۔ اور مجھے بھی مشغول نہ کریں۔

لیکن ......

(اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا) براہ کرم چپ ہو جائیے۔ میرا دماغ خود پریشانی میں مبتلا ہے۔ جتنا کچھ میں بتا چکا ہوں اس سے زیادہ شعبان کے بارے میں میرے پاس اور کچھ کہنے کو نہیں ہے۔

پھر وہ حسبِ سابق اپنی ویران دنیا کی طرف متوجہ ہو گیا اور بہکی بہکی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اور خوف و اضطراب اور تفکر کی جس حالت میں وہ پہلے مبتلا تھا وہ پھر عود کر آئی۔ میں نے بہت جتن کیے کہ اُس سے شعبان کے بارے میں کچھ اگلواؤں مگر ناکام رہا۔ اپنی پتھرائی ہوئی اور ویران آنکھوں کے جھروکے سے میں مختلف ساتھیوں کے چہرے پڑھتا اور غیر شعوری انداز میں اُن کا جائزہ لیتا۔ یوں محسوس ہوتا کہ کرب ان چہروں کو اسی طرح سے چبا رہا ہے جیسے درندہ شکار کو بھنبھوڑتا ہے۔ یہ زرد رنگ کے چہرے، حزن و ملال میں ڈوبے ہوئے۔ اور اُن پر گاڑھے خون میں لت پت مٹی کی تہیں جمی ہوئیں۔ بعض چہروں پر خون ابھی تازہ تازہ چمک رہا تھا جو بھووں کے اوپر سے بہ کر گالوں پر لکیریں ڈالتا ہوا انسانیت

کا مرثیہ لکھ رہا تھا۔ مگر یہ لوگ خون کی ان لکیروں کی طرف دھیان ہی نہ دے رہے تھے۔ وہ مکمل حواس باختگی کے عالم میں تھے۔ کیا نرالا منظر تھا کہ انسان کے چہرے اور کپڑوں پہ خون کی دھاریں بہ رہی ہوں مگر وہ اس کے سوا کچھ نہ کر پاتا ہو کہ اگر وہ دھاریں اُس کی آنکھوں میں داخل ہونے لگیں تو انہیں انگلیوں سے پونچھ ڈالے۔

میں ایک ایک چہرے پہ نظر دوڑا تا رہا۔ سب چہرے غبار آلود اور خون بداماں تھے۔ اور کوئی ایسی علامت باقی نہ رہ گئی تھی جو ایک چہرے کو دوسرے سے متمیز کرتی۔ آخر میں میری نگاہیں ایک مخصوص چہرے پہ گڑ گئیں۔ یہ انسان طلوع آفتاب سے پہلے یہاں آیا تھا۔ نہ جانے کیوں تاریکی کے دوران میری نظریں اُس پہ مرکوز رہیں۔ یہاں تک کہ جب دن طلوع ہوا تو میں نے اُسے صاف صاف دیکھ لیا۔ اس سے پیشتر چند لمحات تک تو میرا ذہن گذشتہ فوجی افسر کے مارے جلنے کے واقعہ پہ اس قدر کھویا رہا کہ کسی اور چیز کا ہوش نہ رہا مگر اب ذرا ذہن نے سکون لیا تو اس نئے انسان کو بغور دیکھنے کا موقع میسر آ گیا۔

یہ نیا انسان بڑا خوش شکل اور گل اندام تھا۔ ۲۵ سال کے لگ بھگ عمر ہوگی۔ اُس کے ہونٹوں پہ بجھا بجھا تبسم تھا۔ یا دوسرے لفظوں میں ایسا تبسم جیسے شمع آخری ہچکی لے رہی ہو۔ اِس گلبدن نے نہایت نفیس پوشاک زیب تن کر رکھی تھی۔ ڈاڑھی اور مونچھیں دونوں صاف تھیں۔ ایک وارفتگی کے عالم میں وہ سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے کھیلنے کی کوشش کرتا اور پھر اپنی نگاہیں ایک مخصوص جگہ پہ گاڑ دیتا۔ اُس کی کوشش ہوتی کہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھیرے۔ مگر وہ مسکراہٹ بجھی بجھی ہوتی یا یوں سمجھیے کہ وہ بجھنے کے قریب ہوتی۔ میں بے خودی میں سب چہروں کو بار بار دیکھ کر ہر بار اس انسان کے چہرے کو تاکنے لگتا۔ اُسے بھی اندازہ ہوگیا کہ میں رہ رہ کر اُسے تاکتا ہوں۔ میں دل میں کہتا: کیا اس انسان کو میں نے پہلے کہیں دیکھا ہے! کہاں دیکھا اور کب دیکھا ہے! اس انسان کا چند لمحات کے بعد کیا انجام ہونے والا ہے! اور خود میرا انجام کیا ہوگا! ہم سب فنا کے دروازے تک پہنچ چکے ہیں۔ موت کی بو ہم سب کو شدت سے آرہی ہے —— یہاں ایک ہی حقیقت سے ہم سب کا پالا ہے اور وہ ہے حتمی اور یقینی موت۔

وہ نوجوان میرے قریب ہوا۔ مجھ سے وہ پہلے بھی دو چار بالشت سے زیادہ دُور نہ تھا۔ بڑی سنجیدگی کے ساتھ میرے کان میں کہنے لگا: "میں آپ کو ایک نہایت اہم بات بتانا چاہتا ہوں"۔ یہ سُن کر میرے اوسان خطا ہوگئے۔ یہ نوجوان آخر کونسی غیر معمولی بات میرے علم میں لانا چاہتا ہے۔ میں نے

اپنے آپ سے اس مبہم خطرے کو ٹالتے ہوئے اُس سے کہا: میں آپ کو نہیں جانتا ہوں اور نہ کبھی اس سے پہلے آپ کو دیکھا ہے۔ اُس نے سُنی اَن سُنی کر دی۔ اُس وقت مجھے یوں محسوس ہوا کہ اُس کی مسکراہٹ میں تازگی آگئی ہے۔ مگر بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ اُس کی مسکراہٹ میں کوئی تازگی نہ تھی بلکہ یہ میرا وہم تھا۔

اُس نے مجھ سے کہا: میرا نام عاطف ہے۔ میں بنک آف مصر میں کام کرتا ہوں۔

برادرم میں آپ کو نہیں جانتا۔ اور آپ کا نام سُن کر بھی مجھے کوئی سابقہ تعلق نہیں یاد آ رہا۔

آواز بلند نہ کریں اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اُسے غور سے سُنیں۔

میں نے دل میں سوچا کہ شاید یہ نوجوان کسی اُلجھن میں گرفتار ہے۔ اور اُسے یہ خیال ہے کہ میں اُس کی کوئی مدد کر سکتا ہوں۔ دل پر پتھر رکھ کر آخر میں نے اُس کی بات سننے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ بڑے حوصلے کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوا۔ اُس کی رنج و غم میں ڈوبی ہوئی نظریں دیکھ کر میں یک دم کرب میں مبتلا ہو گیا۔ اور میں نے اس سے کہا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں حاضر ہوں۔ مگر اے کاش کہ میں آپ کو کچھ پیش کر سکتا۔ کہنے لگا:

کیا فی الواقع آپ مجھے نہیں جانتے؟

ہرگز نہیں جانتا۔

یاد کیجیے۔ آپ کا چہرہ میرے لیے نامانوس نہیں ہے۔ میرا ذہن یہ کہتا ہے کہ میں نے آپ کو کسی جگہ دیکھا ہے۔

یقین جانیے، میں نے اس سے پیشتر آپ کو نہیں دیکھا۔

تو پھر آپ کا چہرہ مجھے مانوس کیوں نظر آ رہا ہے؟

مجھے نہیں معلوم۔

کیا آپ راز چھپا کر رکھ سکتے ہیں؟

یقیناً۔ لیکن کیا ممکن نہیں ہے کہ یہاں آپ اپنے راز اپنے پاس ہی چھپا کر رکھیں۔ شاید۔

شاید؟ کیا شاید؟ ہر انسان راز چھپا کر رکھ سکتا ہے۔

بشرطیکہ وہ انسان کوڑوں سے زیادہ مضبوط ہو۔

کیا کوڑا انسان سے مضبوط ہے؟

شاید۔

پروا نہیں۔ میں اپنا راز آپ کو بتائے دیتا ہوں۔

میں آپ کو صبر کا ہی مشورہ دوں گا۔

چھوڑیے یہ بات۔ میری سنیے۔

آپ مجھے ہی خاص طور پر اپنی بات کیوں بتانا چاہتے ہیں؟

آپ کا چہرہ مجھے مانوس نظر آرہا ہے۔

کیا آپ کو یہ خدشہ نہیں ہے کہ آپ کا اندازہ غلط ہو۔

پروا نہیں۔

درحقیقت آپ میرے اندر دلچسپی پیدا کر رہے ہیں۔

اس لیے کہ شاید ہم دو دوست ہیں۔

ماضی میں تو ہم دوست نہیں رہے۔

میرا مقصد یہ ہے کہ اب ہم رشتۂ دوستی استوار کرلیں۔

آپ کو دراصل مذاق کی سوجھی ہے۔

ہرگز نہیں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔

یہ سن کر میں نے اس عجیب و غریب انسان پر بے ساختہ ایک خندۂ استہزا لگایا۔ کیا ان حالات میں اُسے دوستی کا رشتہ استوار کرنے کی سوجھی ہے؟ مگر شاید آنے والے خطرے کے احساس نے اُسے باہم تعلق قائم کرنے پر مجبور کیا ہو ـــــــ یا شاید وہ کسی بات کا سہارا لینا چاہتا ہے۔ شاید.... شاید۔"

اُس کا صباحت آمیز اور شرافت سے لبریز چہرہ حزن و ملال میں ڈوبا ہوا نظر آیا اور اس کی چشم دنبالہ دار کے جھروکوں سے جو نظریں چھن چھن کر اِدھر اُدھر بکھر رہی تھیں اُن میں بھی رنج و اندوہ کی غیر معمولی آمیزش تھی۔ دوسری مرتبہ اُس نے ایک مسکراہٹ لی۔ پیار سے بھری ہوئی اور اخلاص و عقیدت میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ۔ ایک خوشگوار لمحہ پیدا ہوگیا۔ مجھے بھی ہنسی آنے لگی۔ میں نے عرض کیا:

مجھے منظور ہے۔ کوئی حرج نہیں، ہم دوست بن جاتے ہیں۔ میرا نام ہے......

(بات کاٹتے ہوئے) ہاں میں اپنا راز بتانا بھول گیا۔

کیا راز ہے؟

وہی راز جس کے بارے میں مَیں ابھی آپ کو اشارہ کر چکا ہوں۔

کوئی حرج نہیں۔ بتائیے۔ مَیں کان دھر کر سن رہا ہوں۔

اُس نے وفور احتیاط سے اِدھر اُدھر جھانکا۔ سنجیدگی اور موضوع کی اہمیت کی علامتیں اُس کے چہرے سے عیاں تھیں۔ کہنے لگا:

اس موضوع کا تعلق نبیلہ سے ہے۔

نبیلہ؟

جی ہاں۔

کونسی نبیلہ؟

صبر کیجیے۔ میں ہر چیز آپ سے عرض کیے دیتا ہوں۔

میرے دل میں از سر نو خوف کے جذبات اُبھر آئے۔ اور ابھی ابھی جو خوشگوار لمحہ پیدا ہوا تھا وہ کافور ہونے لگا۔ کیونکہ اس جگہ مَیں کسی بھی لڑکی کا نام سننا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ حالت یہ تھی کہ ادھر ہونٹوں پر کسی انسان کا نام آتا اور اُدھر پلک جھپکنے میں اُسے یہاں لے آیا جاتا۔ خواہ وہ انسان ـــ بقول افسران جیل ـــ عفریت ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن عاطف صاحب نے میرے افکار و خیالات پر جو میرے ذہن میں موجزن تھے، کچھ توجہ نہ دی۔ وہ بات چیت کے شوق میں تھے۔ بڑی پیار بھری آواز کے ساتھ کہنے لگے: "مجھے اُس سے بڑی محبت تھی۔ وہ بھی مجھ سے بہت پیار رکھتی تھی۔" مجھے بھی تمسخر کی سُوجھی۔ میں نے اُسے کہا: "تو کیا آپ یہاں مجھے اپنے عشق و محبت کی داستان سُنانا چاہتے ہیں؟

اُس نے بڑی سنجیدہ نظروں سے میری طرف دیکھا اور کہا: ہاں۔ اس میں کیا عیب ہے۔" مَیں نے کہا، بات تو کچھ نہیں ہے۔ لیکن کیا یہ جگہ ایسی کہانیوں کے لیے غیر مناسب نہیں ہے۔" کہنے لگا: میں تو بالکل مناسب سمجھتا ہوں۔"

میں نے اس کے چہرے کو ذرا غور سے پڑھا۔ وہ مسکین پوری طرح وارفتگی اور دیوانگی کی کیفیت میں مبتلا تھا۔ مجھے اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب گہری نظروں سے میں نے اُسے دیکھا۔ میرے دل کو ایک شدید جھٹکا لگا۔ اور ایسا محسوس ہوا کہ میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ یہ مسکین بالکل غیر معتدل حالت میں ڈوب